دار الافتاء

حضرت مولانا عبدالرحمان کیلانی

تطلیقِ ثلاثہ کے سلسلہ میں ایک سوال اور اُس کا جواب

جناب محمد سمیع الدین صاحب کراچی سے لکھتے ہیں:

"ایک عام غلط فہمی ہے "محدث" کے ذریعے دور فرمایئے، ممنون ہوں گا۔

ایک شخص کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، لیکن ایک ماہ بعد (ایام عدت ہی میں) رجوع کر لیتا ہے۔ تقریباً ایک سال بعد پھر کچھ ان بن ہو جاتی ہے اور طلاق دے بیٹھتا ہے، لیکن چھ ماہ بعد (ایام عدت کے بعد) اس سے تجدید نکاح کر لیتا ہے۔ پھر کئی سال اچھے گزار کر طلاق کی نوبت آ جاتی ہے۔

بہت سے علماء سے رجوع کرنے پر معلوم ہوا کہ تین طلاقیں ہو چکیں، اور تیسری بار کی طلاق، طلاقِ مغلظہ ہے۔ چند متبحر علماء کا کہنا ہے کہ طلاق کے بعد رجوع یا نکاح، طلاق کو باطل کر دیتا ہے اور مطلقہ پہلے ہی کی طرح بیوی بن جاتی ہے ——— طلاق نکاح کو فوراً باطل نہیں کرتی، جبکہ نکاح یا رجوع طلاق کو فوراً باطل کر دیتا ہے۔ رجوع یا نکاح کے بعد دی گئی طلاق جمع نہیں رہتی، بلکہ باطل ہو جاتی ہے اور مطلقہ بالکل پہلے ہی کی طرح اس کی بیوی ہو جاتی ہے۔ ایام عدت میں رجوع کا مطلب تو یہ ہوا کہ طلاق پوری طرح مؤثر نہیں ہوئی تھی کہ بغیر نکاح کے ہی (رجوع کرنے پر) وہ اس کی بیوی بن جاتی ہے، جبکہ ایام عدت کے بعد نکاح کا مطلب یہ ہوا کہ ایک غیر عورت کی طرح معاملہ ہوا کہ نکاح اور مہر وغیرہ کی نوبت آئی، کیا پھر بھی وہ طلاق جمع رہے گی، اور آئندہ اس کا شمار ہوگا؟ ——— کیا قرآن و حدیث سے یا دورِ صحابہؓ سے اس کی کوئی مثال ملتی ہے؟

بعض علماء نے کوئی جواب نہ دیا، بعض جگہوں سے متضاد جوابات آئے، جن میں عقلی و نقلی کوئی دلیل نہیں۔ فقہ حنفی کی کتب تو اوٹ پٹانگ باتوں سے بھری

پڑی ہیں، جیسے ایک مجلس کی تین طلاقیں بھی ان کے یہاں تین ہی تسلیم کر لی جاتی ہیں۔
برائے مہربانی کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ کیا منسوخ شدہ طلاق بھی جمع رہتی ہے؟ یعنی ایک طلاق کی صورت میں ایام عدت گزارنے کے بعد اگر نکاح کر لیا تو پہلی طلاق جمع رہے گی، اور جب کبھی دوبارہ طلاق دے گا تو یہ طلاق کیا دوسری شمار ہوگی؟

نیز ایک عالم دین طلاقِ مغلّظہ کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ تیسری طلاق اس معنی میں مغلّظہ ہے کہ اس سے ایام عدت میں پہلی دو طلاقوں کی طرح رجوع نہیں کر سکتے البتہ جب ایامِ عدت گزر جائیں گے تو وہ عورت بالکل غیر عورت کی طرح ہو گئی، اب اس سے بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ اس کی بھی وضاحت فرمادیں ——— جزاکم اللہ"!

الجواب بعون اللہ الوھاب!

۱۔ محترم سائل نے سوال کرنے میں معاملہ کو الجھا دیا ہے۔ جو کچھ میں سمجھا، ان کا ایک سوال تو یہ ہے کہ آیا رجوع طلاق کو باطل کر دیتا ہے یا نہیں؟ (اس سوال میں نکاح کی بات نہ کرنی چاہیے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ رجوع طلاق کو باطل نہیں کرتا، بلکہ وہ طلاق شمار ہوگی۔ اس کی نقلی دلیل وہ حدیث ہے، جسے امام بخاریؒ کتاب الطلاق کی ابتدا ہی میں اس کے پہلے باب:

"إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُّ بِذَالِكَ الطَّلَاقِ"

یعنی "جب کوئی اپنی حائضہ بیوی کو طلاق دے دے تو وہ طلاق محسوب ہوگی یا نہیں؟"

کے تحت لائے ہیں۔ اور یہ اس کتاب الطلاق کی تیسری حدیث ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی تو حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا، ان سے کہیے کہ رجوع کر لیں ——— الحدیث!
اسی حدیث کے آخر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ پوچھا گیا، "آیا وہ طلاق شمار ہوئی تھی یا نہیں؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ "ہاں ہوئی تھی"!

یہ طلاق حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حیض کی حالت میں دی تھی، جبکہ حیض کی حالت میں طلاق منع ہے۔ تو جب حیض کی حالت میں غیر مسنون طریق پر دی گئی طلاق شمار ہوگی تو مسنون

طریق پر دی گئی طلاق کیوں شمار نہ ہوگی ؟

——— اور عقلی جواب یہ ہے کہ اگر طلاق شمار ہی نہ ہو تو رجوع کا کیا سوال ہے ؟ اور یہ طلاق، طلاق کیوں ہے ؟

۲۔ دوسری قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ عدت کا پورے پورا عرصہ مطلقہ عورت اپنے خاوند کی زوجیت میں ہوتی ہے۔ لہٰذا سوال نامہ کے یہ الفاظ کہ "طلاق پوری طرح مؤثر نہیں ہوئی تھی، اور بغیر نکاح کے ہی (رجوع کرنے پر) وہ اس کی بیوی بن جاتی ہے" بالکل بے معنی ہیں۔ رجعی طلاقوں کی عدت کے دوران رجوع سے پہلے بھی وہ اس کی بیوی ہی ہوتی ہے اور رجوع کے بعد بھی بیوی ہوتی ہے، رجوع کرنا یا نہ کرنا اس کی زوجیت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ اس عدت کے دوران عورت کی رضامندی کے بغیر بھی مرد کو حقِ رجوع حاصل ہوتا ہے، اور اس کی دلیل قرآنِ کریم کے درج ذیل الفاظ ہیں :

"فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ" (الطلاق : ۱)

"جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے لیے طلاق دو اور عدت کو شمار کرتے رہو"!

اور یہ خطاب مردوں کو ہے، عورتوں کو نہیں ——— اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ مطلقہ عورت خاوند کی زوجیت میں ہو ——— ورنہ غیر عورت کی عدت گننے کا کسی کو کیا حق حاصل ہے ؟

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دے دی جائیں، اور عدت گزر جائے تو وہ عورت بالکل غیر عورت کی طرح نہیں کہ اس سے نکاح کیا جا سکے۔ جیسا کہ سوال کی آخری سطور میں ہے کہ :

"البتہ جب ایامِ عدت گزر جائیں تو وہ عورت بالکل غیر عورت کی طرح ہو گئی، اب اس سے بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ درست ہے"؟

ایسی عورت بالکل غیر عورت کی طرح نہیں ہوتی بلکہ یہ ایسی عورت ہوتی ہے جسے اس کا خاوند تین طلاقیں دے چکا ہے۔ اور یہ اب اس پر حلال نہیں ہو سکتی، تا آنکہ یہ عورت اپنی رضامندی سے (بغیر حیلہ جوئی کے) کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے پھر وہ مرد اپنی رضامندی سے کسی وقت اسے طلاق دے دے یا مر جائے تو اس صورت میں ہی یہ عورت عدت گزارنے

کے بعد اپنے پہلے خاوند پر حلال ہوسکتی ہے۔ اور اس پر دلیل سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۳۰ ہے:

"فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ"

۴۔ اور چوتھی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر مرد نے اپنی مطلقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر لیا تو آیا پہلے نکاح کے دوران دی گئی طلاقیں محسوب ہوں گی یا نہیں؟ ——— بالفاظِ دیگر کیا وہ جمع رہتی ہیں یا باطل ہو چکی ہوتی ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے نکاح کے دوران دی ہوئی طلاق یا طلاقیں محسوب نہیں ہوں گی۔ اس نکاح کے بعد مرد کو اسی طرح تین طلاقیں دینے کا حق حاصل ہوگا، جس طرح پہلے نکاح کے وقت تھا۔ کیونکہ یہی بات نکاح و طلاق کے متعلق تبلائے ہوئے شرعی قوانین کے مطابق ہے۔ اور جو لوگ پہلے نکاح کی بھی طلاقیں شمار کرنے بیٹھ جاتے ہیں تو اس کا بارِ ثبوت ان پر ہے، ہم پر نہیں ——— ہم آخر کیوں ایسی باتوں کا سراغ لگائیں یا ان کے دلائل تلاش کریں، جو شرعاً اور عقلاً دونوں طرح سے غلط معلوم ہوتی ہیں؟

یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ جو مرد و عورت ایک دفعہ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے ہیں حتی الامکان ان میں جدائی بذریعہ طلاق کی نوبت نہ آئے۔ اسی وجہ سے باہمی تنازعہ کی صورت میں فریقین سے ثالثی سمجھوتہ کا حکم دیا گیا، حیض کی حالت میں طلاق کو ممنوع قرار دیا گیا، طلاقیں ایک کی بجائے تین مقرر ہوئیں، وقفہ وقفہ پر۔ عدت کے دوران بیوی کو ایامِ عدت خاوند کے گھر پر گزارنے کا حکم دیا گیا اور اس دوران نان و نفقہ اور سکنیٰ کا بار خاوند پر ڈالا گیا، تاکہ کسی وقت بھی میاں بیوی کو مل بیٹھنے کا موقع میسر آتا رہے اور ازدواجی تعلق میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھ دی ہے کہ بعض دفعہ میاں بیوی کے تنازعات اس ذریعہ سے از خود ہی ختم ہو جاتے ہیں لیکن فقہ حنفی والوں کا مزاج اس سے مختلف نظر آتا ہے وہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین شمار کر لیتے ہیں اور اگر کوئی محض بیوی کو ڈاک میں طلاق بھیج دے، خواہ عورت اپنے میکے بیٹھی ہو تو ان میں مفاہمت کی صورت نہیں سوچتے البتہ ایسی طلاقوں کو مؤثر قرار دے دیتے ہیں۔ اس کے برعکس جہاں کتاب و سنت کی روشنی میں فی الواقع جدائی کی نوبت آ جاتی ہے، یعنی طلاقِ بائنہ، تو اس وقت انہیں فریقین میں شارٹ کٹ یعنی حلالہ کا نکاح بھلا معلوم ہونے لگتا ہے ——— حالانکہ ایسا نکاح حرام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ نکالنے والے اور نکلوانے والے، دونوں کو ملعون قرار دیا ہے۔

——— ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب!